ایجاد رنگیں از سعادت یار خاں رنگین ـــــ تحقیقی مطالعہ

سمیرا اعجاز

ABSTRACT:

Saadat Yar Khan Rageen was an important poet and prose writer of eighteenth century. He introduced the feminist form of poetry "Rekhti" which made his immoral impression but his other writings present him different. Unfortunately ,his 'Kulyat' is not edited yet thats why his complete impression is not before us. This article is a research based study of his masnavi 'Ejad e Rangeen' which contains 'Hikayaats' .It is an introduction of its various manuscripts and editions, moreover this masnavi sketches him differently which is very important to understand his personality and other writings as well.

Keywords:

Saadat Yar Khan Rangeen, Ejad-e-eRangeen, Hikayats, Masnavi, Urdu Classical Poetry.

سعادت یار خاں رنگین ۱۷۵۷ء/۱۱۷۰ھ میں ، سرہند میں پیدا ہوئے اور ۱۲۵۱ھ میں وفات پائی۔ ان کے والد طہماس خاں سرہند سے شاہجان آباد چلے آئے اور بعد ازاں دہلی میں شاہ عالم ثانی کی فوج میں منصب دار مقرر ہوئے۔ شاہ عالم ثانی سے ہفت ہزاری کے منصب کے علاوہ جاگیردار محکم الدولہ اور اعتقاد جنگ بہادر کا خطاب پایا[۱] اور دہلی میں ہی وفات پائی۔ سعادت یار خاں کی جملہ تصانیف کے مطالعے سے ان کے تین بھائیوں، تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کی نشان دہی ہوتی ہے۔ بڑے بھائی الہ یار جنگ خاں کا ذکر رنگین کی تصنیف ''مجالس رنگین'' میں اور چھوٹے بھائی خدا یار خاں کا ذکر اُن کے ''دیوان ریختہ'' میں ملتا ہے۔ ایک اور بھائی محمد یار خاں کا ذکر ''اخبار رنگیں'' میں ملتا ہے۔ دو بیٹیوں؛ محمدی خانم و فاطمہ خانم اور ایک بیٹے نواب یار خاں کا ذکر بھی ''مجالس رنگیں'' میں موجود

ہے۔ ایک بیٹے مرزا علی یار کا ذکر ''مجموعۂ رنگیں'' میں اور ایک بیٹے اختر یار خاں کا ذکر دیوانِ ریختہ اور ''ایجادِ رنگیں'' میں ملتا ہے۔ بیوی کا ذکر نہیں ملتا۔ رنگین نے علوم متداولہ کے ساتھ ساتھ سپاہ گری کی تربیت حاصل کی۔ دو سال بھرت پور مقیم رہے اور ۱۷۸۹ء میں لکھنؤ کی راہ لی[2]۔ یہاں شہزادہ سلیمان شکوہ کے ہاں ملازمت اختیار کی۔ یہاں کی محافل کا ذکر رنگین نے اپنی کتاب مجالس رنگیں میں کیا ہے۔ شاہ خرچ طبیعت کے مالک ہونے کے باعث شہزادے کے خزانے سے روپیہ چرانے کا اعتراف کیا اور شہزادے نے معاف کر دیا[3]۔ لکھنؤ میں نو (۹) برس قیام پذیر رہے، پھر مرشد آباد، ڈھاکہ اور بنگال سے ہوتے ہوئے گوالیار پہنچے اور خاندھوجی سندھیا کی ملازمت اختیار کی۔ بعد ازاں سفر حج کا ارادہ کیا مگر راستے کی مشکلات سے گھبرا کر واپس لوٹ آئے اور دلی کا رُخ کیا۔ یہاں تجارت کرنے لگے اور ۱۸۲۷ء میں نواب ذوالفقار بہادر کے ہاں باندہ میں ملازمت اختیار کی[4]۔ عمر کے آخری حصے میں گوشہ نشین ہو گئے اور ۱۸۳۵ء میں دہلی میں انتقال ہوا[5]۔ اپنی تمام تصانیف کے قلمی نسخوں کی نقلیں بھی یہیں سے تیار کروائیں۔

رنگین نے پندرہ برس کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا اور شاہ حاتم کی شاگردی اختیار کی[6] بعد ازاں میاں محمد اماں نثار سے کسبِ فیض کیا[7]۔ تذکرۂ ہندی میں غلام ہمدانی مصحفی نے بھی لکھا ہے کہ لکھنؤ میں رنگین نے انھیں بھی اپنا دیوان دکھایا۔ اس کے علاوہ رنگین کی مثنوی ''مہ جبیں و نازنیں'' میں اسے مصحفی کو پڑھ کر سنانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ وہ پُر گو شاعر تھے اور اپنی قادر الکلامی پر ناز کرتے تھے۔ اُردو کے علاوہ سترہ (۱۷) زبانوں میں شعر کہے جن میں فارسی، پنجابی، برجی، گجراتی، مرہٹی، پشتو، عربی اور ترکی وغیرہ شامل ہیں۔ ستائیس (۲۷) اصناف میں طبع آزمائی کی جن میں غزل، ہزل، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، سلام، ہجو، رباعیات، فردیات، قطعات، واسوخت، پہیلی، مربع، شہر آشوب، مثلث، ترجیع بند، مسدس، مخمس، منظوم حکایات اور فارسی نثر شامل ہیں۔ ریختی کے موجد ٹھہرے۔ آزادہ روی اور اخلاق وتصوف دونوں اُن کی شاعری میں موجود ہیں۔ رنگین اگرچہ ذہین، خوش طبع، عاشق مزاج اور حاضر جواب تھے مگر علمی استعداد کم تھی[8]۔ اعلیٰ طبقے اور عیش وعشرت کے ماحول میں پرورش پانے کے سبب بہ یک وقت تہذیب وشائستگی اور عیش پرستی سے بھی گھائل رہے۔ سپاہ گری کو پیشہ بنائے رکھا جسے ''تجربہ رنگین'' میں موضوع بنایا۔ قدرت اللہ قاسم نے مجموعۂ نغز میں انھیں جوانِ رعنا، رند مشرب، صاحب مروت، پاکیزہ مذہب، خلیق، یار باش، خوش اختلاط اور نیک معاش قرار دیا ہے[9]۔ اسی طرح اعظم الدولہ نے عمدہ منتخبہ میں عشق مشرب، با مروت، فن سپاہ گری کا ماہر، یار باش اور متواضع کہا ہے[10]۔

سعادت یار خاں رنگین نے اپنی وفات سے دو سال قبل دیوان ریختہ کے قلمی نسخہ کے دیباچے میں اپنی تصانیف کی تعداد بتیس (۳۲) بتائی ہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد کا حتمی تعین دشوار ہے کیوں کہ وہ ایک تصنیف کو دوسری تصانیف کا جزو بھی بنا دیتے تھے اور پہلی تصنیف کے نام کو بھی بعد ازاں کوئی اور نام دے دیتے تھے۔ مثال کے طور پر جب چار دیوان تیار ہوئے تو ان کو مجموعی صورت میں ''چہار عنصر رنگین'' کا نام دیا پھر پانچواں دیوان حدیقۂ رنگین (فارسی) لکھا تو پانچوں کو ایک جگہ جمع کر کے ''خمسہ رنگین'' کے نام سے بھی کتابت کروائی۔ یوں ان کے

ہاں تصانیف کو یک جا کرنے اور ان کا نیا نام رکھنے کا انداز غالب رہا۔ تاہم اُن کی تصانیف کی تفصیل یوں ہے:

تین اُردو کے دیوان؛ دیوانِ ریختہ، دیوانِ بیختہ، دیوانِ آمیختہ، اُردو کا مختصر دیوان؛ رنگیں نامہ، ریختی کا دیوان، دیوانِ انگیختہ، ایک فارسی دیوان؛ حدیقۂ رنگین اور انیس (۱۹) مثنویوں میں؛ شہرآشوبِ رنگیں، داستانِ رنگیں، حکایتِ رنگیں، عجائبِ رنگیں، ایجادِ رنگیں، جنگ نامہ رنگیں، تصنیف رنگیں، گلدستۂ رنگیں، کلامِ رنگیں، مثنوی دلپذیر، اور فرس نامہ رنگیں وغیرہ شامل ہیں۔ رباعیات کا مجموعہ؛ سجۂ رنگیں، دو قصائد؛ قصیدہ غوثیہ و قصیدہ بانت سعاد، منظوم لغت؛ نصاب ترکی، منظوم کہاوتیں؛ داستانِ رنگیں، دو فارسی نثر کی کتب میں؛ مجالس رنگیں، اخبارِ رنگیں اور ایک کتاب اُردو نثر کی تجربۂ رنگیں کے نام سے ہے۔

سعادت یار خاں کی تصانیف میں اُن کی مثنویاں بھی بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ انھیں موضوع کے اعتبار سے دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اوّل؛ عشقیہ مثنویاں اور دوم اخلاقی و صوفیانہ مثنویاں۔ اخلاقی مثنویوں میں ایجادِ رنگیں، غرائبِ رنگیں، شہرِ آشوب رنگیں اور حکایاتِ رنگیں اہم ہیں۔ ان مثنویوں میں ایجادِ رنگیں اس اعتبار سے اہم ہے کہ یہ مثنوی اُنھوں نے اپنے بیٹے اختر یار خاں کو حکایات کے وسیلے سے نصیحت کرنے کے لیے لکھی تھی اور دوسری بات یہ کہ رنگیں جسے ریختی کا موجد سمجھا جاتا ہے، اُس کی شخصیت اور مزاج کا یکسر مختلف رُخ پیش کرتی ہے۔ وہ اپنے بیٹے کو اعلیٰ اخلاق و کردار اپنانے کی نصیحت کرتے ہوئے اس بات کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ وہ دانا ہونے کے باوجود جتنا عرصہ اس دنیا میں رہے، نادانوں کی طرح بسر کی۔ جیتے جی لاکھوں گناہ کیے۔ جان بوجھ کر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا۔ غافلوں کی سی زندگی گزاری مگر تم کہیں میری راہ پر نہ چلنا۔ بلکہ اللہ سے لو لگانا۔ میرے اعمال پر نظر کرنے کی بجائے اللہ کے عفو پر دھیان رکھنا۔ اس حوالے سے مثنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

میری بخشائش خدا سے چاہیو
اور شفاعت مصطفیٰ سے چاہیو
میں نے جیتے جی کیے لاکھوں گناہ
جان کر اپنا کیا نامہ سیاہ
تو کہیں چلنا نہ میری راہ پر
رکھیو دھیان اپنے ذرا اللہ پر [۱۱]

سعادت یار خان رنگین نے یہ مثنوی لکھنے کے بعد انشاء اللہ خاں انشاؔ کو بھیجی جس کی نشان دہی مثنوی کے اختتام پر موجود اس شعر سے ہوتی ہے:

جب کہ رنگیں نے کہا انشا اسے
واسطے انشا کے تب پہنچا اسے [۱۲]

ایجادِ رنگیں ۱۲۱۵ھ میں تصنیف ہوئی۔ اس کے کل سات (۷) نسخے دستیاب ہوئے جن میں دو قلمی نسخے جب کہ دیگر مطبوعہ ہیں۔ پہلا قلمی نسخہ اُن کے مجموعۂ مثنویات ''شش جہات'' میں شامل ہے۔ انڈیا آفس لائبریری

میں اس نسخے کا حوالہ نمبر ایم ایس: بی ۱۸۹ ہے جب کہ مئی ۱۹۵۲ء میں اس کی مائیکروفلم بنی جو پنجاب یونی ورسٹی میں ۳۱۲۵۔p کے حوالہ نمبر کے تحت موجود ہے۔ پہلے صفحے کی پیشانی پر ''یا فتاحُ'' درج ہے۔اس کرم خوردہ نسخے کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے اور اختتام تمم بالخیر سے ہوا ہے۔ کتابت سادہ اور نستعلیق ہے۔ مسطر انیس (۱۹) اور صفحے پر کالم بنا کر حوض میں متن درج ہے۔ ترک کا اہتمام موجود ہے مگر کتابت کی اغلاط بھی موجود ہیں۔ یہ نسخہ خود رنگین نے باندرہ میں کتابت کروایا تھا۔ نسخے کے اختتام پر ترقیمہ کی عبارت موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس مثنوی کا نام موجود رنگیں ہے اور ایجادِ رنگیں کے نام سے معروف ہے۔ مصنف سعادت یار رنگیں ولد محکم الدولہ طہماس علی خاں بہادر اعتقاد جنگ ہے۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ ''شش جہاتِ رنگیں'' کا نسخۂ اوّل ہے۔ کتابت کی تاریخ ۷/ ذوالحج بروز چارشنبہ سن ۹ جلوس اکبر شاہ بادشاہ غازی بمطابق ۱۲۴۹ھ ہے۔ ترقیمے کی عبارت ملاحظہ ہو:

> ''تمام شد نسخہ اوّل شمس جہت رنگیں مثنوی موجود رنگیں کہ مشہور بہ ایجاد رنگیں تصنیف سعادت یار خاں رنگیں والد محکم الدولہ طہماس علی خان بہادر اعتقاد جنگ بتاریخ ہفتم ذوالحج روز چارشنبہ، عہد اکبر شاہ بادشاہ غازی، سن نوجلوس، بمطابق ۱۲۴۹ھ دریافت۔ تمت تمام شد''[۱۳]

دوسرا قلمی نسخہ ''مثنوی رنگیں'' کے نام سے ۱۲۶۱ھ بہ مطابق ۱۸۴۵ء میں لکھا گیا۔ مطبع ندارد ہے۔ ''مثنوی رنگیں'' میں دراصل اُن کی مثنوی ایجادِ رنگیں کے علاوہ دو رسالے بہ عنوان ''فوائد الاسلام'' اور ''صدسی مسئلہ'' بھی شامل ہیں۔ پچانوے (۹۵) صفحات اور گیارہ (۱۱) مسطر پر مشتمل اس مثنوی کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوا ہے۔ صفحے کی پیشانی پر یا کریم درج ہے۔ اختتام میں ترقیمہ کی مندرجہ ذیل عبارت درج ہے:

> ''تمام ہوئی مثنویٔ رنگیں سعادت یار خاں کی یعنی حکایات دلپذیر و نصائح بے نظیر تاریخ بارھویں شوال المکرّم کی ۱۲۶۱ھ ایک ہزار دوسو یک سٹھ، ہجری نبی ﷺ''[۱۴]

مطبوعہ نسخوں میں تیسرا نسخہ ''ایجادِ رنگیں'' کے نام سے مطبع حسنی، میر حسن رضوی سے ۱۲۶۲ھ میں شائع ہوا۔ نسخے کی لوح پر یہ آیت درج ہے: افوضی امرمن الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ باون (۵۲) اوراق کے اس نسخے کا مسطر اکیس (۲۱) ہے اور صفحے میں لکیریں لگا کر کالم کی صورت میں حوض میں مثنوی کا متن درج ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہونے والے اس نسخے میں ترک کا اہتمام کیا گیا ہے۔ کل پچاس (۵۰) عنوانات ہیں اور آخری عنوان ''تمام شد'' کے عنوان سے ہے جو دراصل ترقیمہ ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۲/ رجب المرجب ۱۲۶۲ھ در مطبع حسنی میر حسن رضوی سے اس کی اشاعت ہوئی۔ ترقیمہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

> ''الحمدللہ کہ نسخۂ ''ایجادِ رنگیں'' تصنیف سعادت یار خاں رنگیں والد محکم الدولہ طہماس بیگ خان اعتقاد جنگ بہادر، تاریخ دوم شہر رجب المرجب ۱۲۶۲ھ در مطبع حسنی میر حسن رضوی خلف میر حسین عرف میر کامل مرحوم و مغفور واقع بیت السلطنت لکھنؤ متصل اکبری دروازہ مجلد محمود نگر صورت الطباع پذیرفت گو۔''[۱۵]

ترقیمے کی عبارت کے بعد ایک مستزاد درج ہے جو یوں ہے:

زاہد کہتا ہے بت پرستی کو چھوڑ اے بندۂ حق
راہب کہتا ہے اپنی مستی کو چھوڑ لے مجھ سے سبق
رنگیں کہتا ہے تو نہ سُن دونوں کی گر عاقل ہے
تجھ سے گر ہو سکے تو ہستی کو چھوڑ الٹا دے ورق [۱۶]

چوتھا نسخہ ایجاد رنگیں کے عنوان سے ۱۲۶۸ھ میں مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خاں سے شائع ہوا۔ نسخے کی لوح پر یہ آیت درج ہے:

و من یتوکل علی اللہ و فھو حسبہ

تیس (۳۰) اوراق کے اس نسخے میں مسطر انیس (۱۹) ہے اور ترک کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ ترقیمہ درج ہے اور اس سے اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ یہ نسخہ مذکورہ بالا مطبع خانے سے ۱۲۶۸ھ میں تیار ہوا۔ ترقیمہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

> ''الحمد للہ کہ نسخہ ایجادِ رنگیں تصنیف سعادت یار خاں رنگیں ولد محکم الدولہ طہماس بیگ خان اعتقاد جنگ بہادر بتاریخ ذیقعد ۱۲۶۸ھ در مطبع مصطفائی خاں خلف حاجی محمد روش خان مرحوم واقع کان پور محلّہ بیگا پور، صورت الطباع پذیرفت''۔ [۱۷]

پانچواں نسخہ ''ایجادِ رنگیں' کے نام سے مطبع خاص منشی درگا پرشاد لکھنؤ واقع نواز گنج پور سے شائع ہوا۔ تیس (۳۰) اوراق پر مشتمل اس نسخے کا مسطر اٹھارہ (۱۸) ہے۔ چوکھٹا بنا کر حوض کے علاوہ صفحے کے تین اطراف میں حاشیہ میں بھی متن درج ہے۔ نسخے کی لوح پر یہ عبارت درج ہے: بعون معین مطلق وفیض توفیق خدائے برحق نسخہ۔ ترک کا اہتمام کیا گیا ہے مگر ترقیمہ کی عبارت موجود نہیں۔ محض تمت درج ہے۔

چھٹا نسخہ ''ایجادِ رنگیں'' کے عنوان سے مطبع آصفی واقع کان پور باہتمام بنی پرشاد رونق طبع یافت ۱۲۷۸ھ میں شائع ہوا۔ نسخہ کی لوح پر ''بعون خدائے و برین و خالق آسمان و زمین نسخہ'' درج ہے۔ بتیس (۳۲) صفحات اور ۱۸/۱۹ مسطر کے حامل اس نسخے کے عنوانات جلی روشنائی میں ہیں اور حوض و حاشیہ دونوں میں متن درج ہے۔ ترک کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ نسخے کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتی ہے اور نعتیہ اشعار کو ''نعت'' کے عنوان کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ مولانا آزاد لائبریری میں حوالہ نمبر ۲۴۸۸/ ۴۳۱/ ۸۹۱ء کے تحت موجود ہے۔

یہ نسخہ گذشتہ مذکورہ نسخے یعنی مطبع خاص درگا پرشاد لکھنؤ سے شائع ہونے والے نسخے سے نقل ہے۔ اس بات کا اندازہ اختتام پر لکھی ترقیمے کی عبارت سے ہوتا ہے۔ نسخے کے اختتام پر تمام شد کے بعد ترقیمہ کی عبارت درج ہے جس پر مہر ثبت ہے اسی سبب ترقیمے کی عبارت پڑھنا دشوار ہے البتہ یہ سطر پڑھی جا سکتی ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ کس نسخے سے نقل ہے:

> بنیاد منشی درگا پرشاد خلف منشی گنگا پرشاد لکھنؤ کے۔ تاریخ ۴ ذیقعد ۱۲۷۸ھ [۱۸]

اس نسخے میں تین اضافی حکایات بھی شامل ہیں جو کسی اور نسخے میں شامل نہیں۔ ایجادِ رنگیں کے متنی مندرجات اور قلمی نسخے کو دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ حکایات سہواً اس میں شامل ہوگئی ہیں۔ ان تین حکایات کے عنوانات حسبِ ذیل ہیں:

(i) حکایت حضرت ذوالنون مصری و جواب وسوال شیطان

(ii) حکایت حضرت پیر ومرشد برحق صوفی ابادانی کاغذی

(iii) حکایت مرد تاجر کہ از مشقت بسیار مال وزر جمع کردہ بود[۱۹]

ایجادِ رنگیں کا ساتواں نسخہ، مطبع نول کشور سے ۱۸۹۶ء (اشاعت ہفتم) شائع ہوا۔ نسخے کی لوح پر ''بہ عون صناع مکین و مکان وفضل خلاق میں زوز مان'' درج ہے۔ اکتیس (۳۱) صفحات پر مشتمل یہ نسخہ ۱۸ مسطر کا حامل ہے اور حوض کے علاوہ حاشیے میں بھی متن درج ہے۔ عنوانات جلی روشنائی سے رقم ہیں اور ترک کا اہتمام بھی موجود ہے۔ اس نسخے کی اضافی بات یہ کہ صفحات نمبر بھی درج ہیں۔ نسخے کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوا ہے اور اختتام پر ترقیمہ کی عبارت درج ہے۔ ترقیمہ خاتمۃ الطبع کے عنوان سے درج ہے جس میں رنگین اور مثنوی کا تعارف اور سببِ تالیف کے علاوہ رنگین کی دیگر شہرہ آفاق تصانیف کا ذکر بھی موجود ہے۔ ترقیمے کی عبارت ملاحظہ ہو:

> ان دنوں ایک مثنوی لاجواب نصائح واندر زمین انتخاب شامل حکایات تمثیلیہ دلچسپ ونمکین، مالا مال مواعظ دلنشیں مسمی بہ ایجادِ رنگیں جو کامل فن ہمہ دان، شاعر نازک خیال، سخنور بے مثال، شیریں زبان، رنگین بیان، ریختہ گوئی میں شہرہ آفاق نے، ہرفن میں ممتاز و طاق خصوص فن شناخت عیب و صواب گھوڑوں اور ان کے معالجات میں ان کا سیم وعدیل نہ تھا۔ زبان آور شاعر باتمکین حضرت سعادت یار خان رنگین ولد طہماس خان تورانی دہلوی نے کہ جن کی تصنیفات سے دیوان ریختہ و دیوان ریختی یا فرس نامہ مشہور ہے۔ یہ حکایت دلچسپ مثالیہ بہ طور نصائح و انداز تعلیمیہ واسطے فرزند ارجمند اختر یار خان کے نظم کی، مقبول انام ہوئی۔ فی الحقیقت اس میں کیا کیا حکایات نصیحت انگیز ہیں اور کیسے کیسے تماثیل ندرت آمیز سود مند ہیں۔ المختصر یہ مثنوی مطبع منشی نول کشور واقع کان پور بہ سرپرستی عالی جناب معلیٰ القاب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع بہ ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء، ساتویں مرتبہ چھپی۔ الٰہی ___ کراسے مقبول عالم طفیل سید اولادِ آدم[۲۰]

اول الذکر قلمی نسخہ مصنف کے قریب ترین ہے۔ اس نسخے کا دیگر نسخوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو حکایتوں کے عنوانات، حکایات کی تعداد، اشعار کی تعداد،لفظی اختلاف ،املا اور کتابت کی اغلاط سامنے آتی ہیں۔ مثنوی کا آغاز حمد اور نعت سے ہوا ہے اور بعد ازاں اخلاقی تربیت کے لیے نصیحتیں کی ہیں اور اس سلسلے میں اپنی شخصی کجیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اچھے اخلاق اپنانے کی جانب مائل کیا ہے۔ انھوں نے براہ راست پند و نصائح کے دفتر رقم کرنے کی بجائے چھوٹی چھوٹی کہانیوں سے اخلاقی نتائج مرتب کیے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام حکایتیں آپس میں اس طرح مربوط ہیں کہ ان میں سے کسی ایک حکایت کو نکال دیا جائے تو مثنوی کا تسلسل

مجروح ہوتا ہے۔حمد یہ اور نعتیہ اشعار کے بعد احوال سرگزشت خواجہ محمود کے بیان کے ذریعے اپنے فرزند کو عشق مجازی کے مقابلے میں معرفت خداوندی کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں۔دنیاوی رنگینیوں کا ابدی سکون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے سمجھاتے ہیں کہ اس سے عشق کرو جسے فنا نہیں،ناچ گانے کی بجائے قدرت کی رنگینیوں کو دیکھو۔گانا سننا پسند ہے تو نغمۂ دل کی آواز سنو،گفتگو کا شوق ہے تو صبح و شام اللہ کا ذکر کرواور یاد رکھو کہ انسان اور شیطان میں فرق اس کی نیک یا بدخصلت ہی کی بنیاد پر ہے۔اس کے بعد حکایتِ کژدم میں بچھو کی ڈنگ مارنے کی خصلت کے حوالے سے نیت نیک رکھنے کی نصیحت کی ہے۔حکایتِ گربہ میں بلی کی حکایت کے ذریعے عاجزی اور رحم کھانے کی اہمیت اجاگر کی ہے۔ حکایتِ شکرہ و پدہ کے ذریعے دوسروں کا غم گسار ہونے کی تلقین کی ہے۔حکایتِ سگ گرجی کے ذریعے نیک خصلت لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کو کہا ہے۔حکایت دم سگ میں اپنے نفس کو مارنے ،اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے اور یادحق میں دل لگانے کی تلقین کی ہے۔حکایتِ ماکیان میں حسد اور لالچ سے بچنے ،حکایتِ مار سیاہ وزاغ میں نفس کے بہکاوے میں آنے سے بچنے اور ہمہ وقت موت کا خیال دل میں رکھنے کو کہتے ہیں۔حکایت عنکبوت ومگس میں کارہائے خدائی میں اس کی حکمت اورتوبہ کو قفل عصیاں کی کلید کہتے ہیں۔نفس کو مارنے کی تلقین ان الفاظ میں کرتے ہیں:

بس یہ دشمن نفس جو ہے بے زبان
اس کو کالے سانپ سے تو کم نہ جان
پاؤں کے نیچے تو اس کے سر کو مل
تجھ سے جتنا ہو سکے اس کو کچل [۲۱]

حکایت طوطا میں توبہ،عفو و درگزر اور عاجزی اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ حکایت حیز میں دنیا کی طلب پیدا نہ کرنے کی نصیحت کرتے ہیں اور اس حوالے سے حیز کو اہمیت دیتے ہیں کہ یہ فرقہ طالب دنیا نہیں بلکہ طالبِ عقبیٰ ہے۔حکایت یہودی میں زندگی کی بے ثباتی ،حرص و ہوس سے دور رہنے کی بات کی ہے اور واضح کیا ہے کہ مسلمانوں کے جس طرح کے اعمال ہیں غیر مسلم ان کے اعمال کو دیکھ کر اسلام قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔حکایت بوتیمار اور حکایت شتر دونوں میں دنیا سے ہاتھ اٹھانے اور قیامت کا خیال دل میں روشن کیا ہے۔ حکایتِ مرد کور و بینا میں استغفار کی اہمیت اور روشنی و تاریکی میں تمیز کی تلقین کی ہے۔حکایتِ روباہ وخرگوش اور حکایتِ باز و ماکیان میں؛ نیک و بد اور دوست و دشمن میں تمیز کرنے کی حکایت ہے۔رنگین چار چیزوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں کہ آگ سے ڈرنے ،زیادہ دکھ نہ کرنے ،قرض سے خوف کھانے اور دشمن کے عاجز ہونے کے باوجود اس سے بچنے کی کوشش کرو ۔حکایتِ صیاد طالع میں عقل کے مقابلے میں تقدیر کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے نیک کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں کیوں کہ دارلبقا میں نیک اعمال کا ثمر ضرور ملے گا ۔زندگی کی بے ثباتی اور زندگی کی اہمیت یوں اجاگر کی ہے:

جائے گا ہر ایک یہاں سے خالی ہاتھ
لے کے جائے گا نہیں کچھ کوئی ساتھ
ہاں مگر کر جائے گا جو نیک کام
دہر میں چندے رہے گا اس کا نام
اور وہ جب دارلبقا کو جائے گا
اس کا ثمر اپنے حق سے پائے گا
ایک دن آخر کو سب مر جائیں گے
باغ دنیا سے گزر جائیں گے[۲۲]

حکایت مار وخوک میں اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے کے اصول کی اہمیت ،حکایت مسافر میں عیش و نشاط کے مقابلے میں مختصر زندگی میں نیک اعمال کی اہمیت ،حکایت وصیت برادر ریحان میں خالق حقیقی سے ڈرنے ،دنیا کے مال پر غرور نہ کرنے ،زندگی کو نیست سمجھنے اور قبر میں حساب کتاب سے ڈرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔حکایتِ مار مکار میں دوسروں کی بد دعا سے بچنے ،چشم ،گوش اور دست و پا کو گناہوں سے بچانے ،حکایت مرید و مرشد کامل میں خود شناسی و خدا آ گاہی کی اہمیت ، حکایت مرد زاہد خدا شناس اور حکایت بلبل میں زہد وتقوی کی اہمیت اور کسی کو آزار نہ پہنچانے کی نصیحت ہے۔

مت ستا ہرگز کسی کو آپ سے
یہ نصیحت ہم کو ہے ما باپ سے[۲۳]

حکایت سائیس اور حکایت بلی دونوں میں احمق پن سے بچنے کی نصیحت ہے کہ احمقائی سے تو مرنا بھلا ہے۔یہ حقیقت بھی بیان ہوئی ہے کہ جوانی میں کیے گئے نیک اعمال کی اہمیت زیادہ ہے اور پیری میں بھی اگر غلط روش پر قائم رہا جائے تو بہت افسوس کی بات ہے ۔حکایتِ کنجشک میں نفس کی دوستی سے بچنے ، حکایتِ خرس و باغباں میں دانا دشمن اور نادان دوست کا فرق واضح کیا ہے۔حکایتِ مرد تجربہ کار میں اچھی صحبت اختیار کرنے اور حکایتِ زن وشوہر میں رنگین نے اپنے بیٹے کو خانگی زندگی میں محبت کی اہمیت واضح کی ہے،اس حکایت سے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

جس زن و شوہرمیں رنگین ہو نہ پیار
اس زن و شوہر کی کیا ہے زیست یار
جس کی جورو میں نہ ہووے خوئے زشت
جیتے جی اس کو ہے دنیا میں بہشت[۲۴]

حکایت مرد کارز میں بیہودہ زبان سے بچنے ،حکایت جورکش میں بے حیائی سے پرہیز،حکایت مرد دہقاں میں قناعت پسندی،حکایت مرد مسافر میں چلتر اور ہوشیاری سے بچنے کی تلقین کی ہے اور حکایت مرد شیخ میں یہ سمجھایا

ہے کہ مرد کی شناخت اس کے اپنے قبیلے سے ہوتی ہے نہ کہ بیوی کے قبیلے سے۔حکایت کانس میں کانس اور بڑ کے درخت کے ذریعے کرختی سے بچنے اور نرمی اختیار کرنے کی نصیحت کی ہے۔حکایت سفید باف میں جولاہے کی حکایت کے ذریعے غرور سے بچنے، حکایتِ قاضی و مرد بے نوا میں فقرا کی قدردانی ،حکایت بادشاہ میں جلد بازی سے بچنے، حکایت کژدم و سنگ پشت کے ذریعے بدفطرت لوگوں سے بچنے کی نصیحت کی ہے اور سمجھایا ہے کہ بڑ میں انگور اور آم، کیکر میں نہیں لگ سکتے۔حکایتِ شخصے کہ درد شکم داشت میں حرص سے بچنے، حکایتِ گربہ پیر زال میں قناعت پسندی، حکایت مرد کمال اور مرد مغرور و مرد فقیر دونوں میں غرور و تکبر اور نخوت سے بچنے اور دوسروں کو خود سے بہتر سمجھنے کی تلقین کی ہے۔وہ یہ بھی سمجھاتے ہیں کہ انسان بننا بہت دشوار ہے۔

آدمی ہونا بہت مشکل ہے یار
آپ کو انسان مت گن زنہار
گر تجھے انسان بننے کا ہے دھیان
تو کسی کو مت ستا اے مہربان[۲۵]

حکایت سگ آدم شناس میں ،خود شناسی اور عاجزی اختیار کرنے کی نصیحت کی ہے۔نصیحت کے عنوان سے انھوں نے پانچ لوگوں کو اپنا دشمن سمجھنے کی تلقین کی ہے۔(۱)اہل غرور(۲)بسیار خور(۳) ایسا بہادر جو روز جنگ اپنی زندگی سے تنگ ہو(۴) جس شاہ کا وزیر احمق ہو (۵) جو نادان کو اپنا دوست رکھے۔ حکایتِ قورباقہ میں مینڈک اور چوہے کی دوستی کی حکایت کے ذریعے نادان دوست سے بچنے کی تلقین کی ہے۔نصیحت کے عنوان سے چار کاموں سے بچنے اور ان چار کاموں سے ملنے والے آزار کی نشان دہی کی ہے۔اول: اگر نادان دوست ہے تو اپنی جان کھونا پڑے گی ،دوم: عاجزوں پر ظلم کیا تو جلد مرنا پڑے گا سوم: بے دریغ کھایا تو بیمار پڑو گے چہارم: فاحشہ سے تعلق رکھو گے تو رسوائی کا سامنا ہوگا۔حکایت شخصے کہ دوزن داشت میں انھوں نے دو بیویوں کی موجودگی میں مرد کی تکلیف دہ زندگی کا نقشہ خوب صورت حکایت کے ذریعے کھینچا ہے۔حکایت دو آہو میں دو ہرنوں کی حکایت کے ذریعے اپنی حد میں رہنے اور حاسدوں کے انجام بد سے آگاہ کیا ہے۔حکایت باز و کبک میں بتایا ہے کہ بھوک میں باز اپنے ہی دوست کبک کو کھا جاتا ہے لہٰذا روز و شب حلال روزی کی تلاش کرنی چاہیے ۔حکایت شیر و پارہ اور حکایت میمون ہائے بسیار، دونوں میں روز حساب کی اہمیت اور پرائے مال پر نظر نہ رکھنے کی تلقین کی ہے۔

حکایت دو مصاحب و بادشاہ میں تقویٰ اختیار کرنے ،غصے سے بچنے اور حکمت عملی کی اہمیت اجاگر کی ہے۔پیری کے آثار؛ دانتوں کا ہلنا،ضعف کا چھا جانا،غم کھانا،ناتوانی ،اور زندگی سے ناامیدی کا اعتراف کرتے ہوئے خود کو پہلوان کہتے ہیں اور اپنے بیٹے کو جوانی اور جوانی میں کیے گئے کارہائے عمدہ کی اہمیت واضح کی ہے۔

مثنوی کے اختتام پر نور چشم اختر یار طول عمرہ کے عنوان سے بیس اشعار میں اپنے بیٹے کو نصیحت کی ہے کہ خدا سے روز و شب ڈر،خلق پسند ہو،مخلوق خدا سے ڈر،صراط مستقیم پہ چل،صحبت بد سے بچ،ادب کو اپنا شعار بنا،موت کو اپنے قریب جان،عذاب قبر سے ڈر اور مثنوی ایجاد رنگین کو صبح و شام ورد ذہن رکھ۔اہم بات یہ ہے کہ رنگین نے یہ

بھی نصیحت کی ہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے فاتحہ سے یاد کرنا، میری بخشش کا سامان کرنا تا کہ میری روح تجھ سے شاد رہے اور مجھے شفاعت مصطفیٰ ﷺ حاصل ہو کیوں کہ میں جتنی دیر دہر میں رہا، دانا ہونے کے باوجود نادانوں جیسی زندگی گزاری، لاکھوں گناہ کیے، جان بوجھ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا، الغرض غافلوں جیسا جیا مگر تم میری راہ پر نہ چلنا اور ہمیشہ میری آمرزش طلب کرنا۔

یہ مثنوی نہ صرف سعادت یار خاں رنگین کی شخصیت کے عمومی تاثر اور تخلیقات کے تدریجی ارتقا کی تفہیم کے لیے اہم ہے بلکہ اردو مثنوی کی روایت میں حکایات کی پیش کش کے حوالے سے بھی انفرادیت کی حامل ہے مگر تا حال اس کا کوئی تنقیدی ایڈیشن شائع نہیں ہوا اور مذکورہ تمام نسخے اختلاف نسخ کی مختلف صورتوں کے سبب متنی تنقید کے متقاضی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی:

۱۔ حسن آرزو، سعادت یار خاں رنگین؛حیات اور نگارشات، میوناتھ بھجن یو پی: مکتبہ نشیدیہ، ۱۹۸۴ء، ص ۵۴
۲۔ ابواللیث صدیقی، لکھنؤ کا دبستان شاعری، علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی، ۱۹۴۴ء، ص ۲۰۴
۳۔ صابر علی خاں، سعادت یار خان رنگین، کراچی: انجمن ترقی اردو، طبع دوم ۱۹۹۲ء، ص ۳۸
۴۔ مظفر حسین صبا، تذکرہ روز روشن، مرتب عطا کاکوی، پٹنہ: عظیم الشان بک ڈپو، ۱۹۶۸ء، ص ۳۲
۵۔ عبدالحی، گل رعنا، اعظم گڑھ: مطبع معارف، ۱۳۴۳ھ، ص ۲۶۹
۶۔ سعادت یار خاں رنگین، ''دیباچہ دیوان ریختہ'' بہ حوالہ تاریخ ادب اردو (جلد سوم) از ڈاکٹر جمیل جالبی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۶ء، ص ۲۸۶
۷۔ قدرت اللہ قاسم، مجموعہ نغز، مرتب محمود شیرانی، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۳۳ء، ص ۲۷۸
۸۔ غلام ہمدانی مصحفی، تذکرہ ہندی، مرتب مولوی عبدالحق، دہلی: جامع برقی پریس، ۱۹۳۳ء، ص ۱۰۱
۹۔ نواب اعظم الدولہ سرور، عمدہ منتخبہ، مرتب خواجہ احمد فاروقی، دہلی: دہلی یونیورسٹی، ۱۹۶۱ء، ص ۲۸۷
۱۰۔ قدرت اللہ قاسم، مجموعہ نغز، ص ۲۷۸
۱۱۔ سعادت یار خاں رنگین، ایجاد رنگین، لکھنؤ: مطبع منشی درگا پرشاد، ص ۳۰
۱۲۔ ایضاً، ص ۳۰
۱۳۔ سعادت یار خاں رنگین، ''شش جہات رنگین''، قلمی نسخہ، مکتوبہ ۱۲۱۵ھ، مخزونہ پنجاب یونی ورسٹی لاہور
۱۴۔ سعادت یار خاں رنگین، ''مثنوی رنگین''، قلمی نسخہ، مکتوبہ ۱۲۶۱ھ، ص ۹۵
۱۵۔ سعادت یار خاں رنگین، ایجاد رنگین، لکھنؤ: مطبع حسنی، ۱۲۶۲ھ، ص ۵۱
۱۶۔ ایضاً، ص ۵۱

۱۷ سعادت یار خاں رنگین، ایجاد رنگین، لکھنؤ: مطبع مصطفائی، ۱۲۶۸ھ، ص۳۱

۱۸ سعادت یار خاں رنگین، ایجاد رنگین، کان پور: مطبع آصفی، ۱۲۷۸ھ، ص۳۶

۱۹ ایضاً، ص۳۱۔۳۲

۲۰ سعادت یار خاں رنگین، ایجاد رنگین، لکھنؤ: مطبع نول کشور، اشاعت ہفتم، ۱۸۹۶ھ، ص۳۱

۲۱ سعادت یار خاں رنگین، ایجاد رنگیں، لکھنؤ: مطبع حسنی، ۱۲۶۲ھ، ص۱۰

۲۲ ایضاً، ص۲۰

۲۳ ایضاً، ص ۲۸

۲۴ ایضاً، ص۳۴

۲۵ ایضاً، ص ۴۵